بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس
دین کی حفاظت کے قلعے

مفتی تقی عثمانی صاحب

بزم خطباء

بزم خطباء ایک ٹیلیگرام چینل ہے، جس میں خطباء کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے، اپنے دوست احباب کو شامل فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا. اَمَّا بَعْدُ:

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (الزمر: ۹)

ترجمہ: آپ دریافت کیجیے: جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے، کیا دونوں برابر ہوتے ہیں؟ یقیناً عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ۔ (فاطر: ۲۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ کے بندوں میں سے جو علم والے ہیں، وہی اللہ سے ڈرتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ بہت زبردست اور خوب معاف فرمانے والے ہیں۔

تمہید

انسان پر خالق کائنات کی نعمتیں لامتناہی ہیں، تنہا سانس ہی کی نعمت کو دیکھیے کہ یہ کتنی عظیم نعمت ہے، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت آسان طریقہ پر اس بات کو یوں سمجھایا ہے کہ ”ہر انسان جب ایک سانس لیتا ہے تو ایک سانس کے اندر دو نعمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جمع ہیں، سانس کا اندر جانا ایک نعمت ہے اور باہر آنا دوسری نعمت ہے، اگر سانس اندر نہ جائے تو موت ہے، اور اندر جانے کے بعد باہر نہ آئے تو موت ہے، اس طرح ایک سانس میں دو نعمتیں جمع ہیں اور ہر نعمت پر شکر ادا کرنا واجب ہے، تو ایک سانس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دو شکر واجب ہوئے، اگر انسان صرف سانس کی نعمت پر شکر ادا کرنا چاہے تو ادا نہیں کرسکتا، دیگر نعمتوں کی بات تو دوسری ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں بارش کی طرح برس رہی ہیں اور ان کا شمار بھی ممکن نہیں“۔

سب سے عظیم نعمت

لیکن ان تمام نعمتوں میں سب سے جلیل القدر نعمت، سب سے عظیم الشان نعمت جس کے برابر کوئی اور نعمت نہیں ہوسکتی، وہ ایمان کی نعمت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے ایمان کی نعمت سے نوازا، اس کی قدر و قیمت کا احساس ہم کو اس لیے نہیں ہے کہ یہ نعمت ہم کو ماں باپ سے مفت میں مل گئی، اسے حاصل کرنے کے لیے کوئی دوڑ دھوپ نہیں کرنی پڑی، کوئی قربانی نہیں دینی پڑی، کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑی، اس واسطے اس کی قدر و قیمت کا احساس نہیں ہے، اس کی قدر و قیمت پوچھیے بلال حبشی سے، صہیب رومی سے، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم سے، جنہوں نے اس کلمہ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کی اذیتیں برداشت کیں، قربانیاں جھیلیں، تب جا کر انھیں یہ نعمت حاصل ہوئی، چونکہ اللہ جل جلالہٗ نے ہمیں مسلمان گھرانہ میں پیدا کیا، اور بغیر کسی مشقت کے یہ نعمت حاصل ہوگئی، اس لیے اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا، ورنہ ساری نعمتوں پر سب سے زیادہ فوقیت رکھنے والی یہی ایمان کی نعمت ہے، ایمان کے بعد اس کائنات کی سب سے عظیم نعمت، ایمان کے تقاضوں کے علم کی نعمت ہے کہ ایمان کیا تقاضا کرتا ہے؟ کیا مطالبات رکھتا ہے؟ اس کے نتیجے میں انسان کے اوپر کیا فرائض و واجبات عائد ہوتے ہیں؟ یہ علم ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت ہے۔

دینی مدارس اور پروپیگنڈہ

الحمد للہ اسی علم دین کی خدمت کے لیے اور اسی علم کے پہنچانے اور پھیلانے کے لیے کچھ اللہ والوں نے اپنے اخلاص کے ساتھ مدارس قائم فرمایا تھا، اور اسی راستہ پر حتی الامکان چلنے کی کوشش کر رہا ہے، آج کی فضاء میں طرح طرح کے نعرے، طرح طرح کے

پروپیگنڈے، طرح طرح کے اعتراضات، ان دینی مدارس پر کیے جارہے ہیں، اعتراضات اور طعنوں کا ایک سیلاب ہے جو ان دینی مدارس کی طرف بہایا جارہا ہے، یہ اعتراضات کچھ تو ان معاندین کی طرف سے ہیں جو دین کے دشمن، اسلام کے دشمن اور اس زمین پر اللہ کے کلمہ کے غلبہ کے دشمن ہیں، وہ ان مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں، لیکن بعض اوقات اچھے خاصے پڑھے لکھے اور دین سے تعلق رکھنے والے بھی اس پروپیگنڈہ کا شکار ہوجاتے ہیں، دانستہ یا غیر دانستہ طور پر ان دینی مدارس کے بارے میں طرح طرح کے خیالات ان کے دلوں میں پیدا ہوجاتے ہیں۔

مولوی کے ہر کام پر اعتراض

میرے والد ماجد قدس اللہ سرہٗ بعض اوقات ہنسی میں فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ مولوی ملامتی فرقہ ہے'' یعنی جب کہیں دنیا میں کوئی خرابی ہوگی تو لوگ اس کو مولوی کی طرف موڑنے کی کوشش کرتے ہیں، مولوی کوئی بھی کام کرے، اس میں کوئی نہ کوئی اعتراض کا پہلو ضرور نکال لیتے ہیں، مولوی اگر بیچارہ گوشہ نشین ہے اور اللہ اللہ کر رہا ہے قال اللہ، قال الرسول کا درس دے رہا ہے تو اعتراض یہ ہے کہ یہ مولوی تو دنیا سے بے خبر ہے، دنیا کہاں جارہی ہے، ان کو اپنے بسم اللہ کے گنبد سے نکلنے کی فرصت نہیں، اگر کوئی مولوی بیچارہ اصلاح کے لیے یا کسی اجتماعی کام کے لئے گوشہ سے باہر نکل آئے تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کا تو کام تھا مدرسہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا اور آج یہ سیاست میں اور حکومت کے معاملات میں دخل انداز ہو رہے ہیں۔

اگر مولوی بیچارہ ایسا ہو کہ اس کے پاس مالی وسائل کا فقدان ہو، فقر و تنگ دستی کا شکار ہو تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے طالبِ علموں کے لئے مالی وسائل کا انتظام نہیں کر رکھا ہے، یہ مدرسہ سے نکل کر کہاں جائیں گے؟ کہاں سے روٹی کھائیں گے؟ کہاں سے گزارہ ہوگا؟ اور اگر کسی مولوی کے پاس پیسے زیادہ آ گئے تو کہتے ہیں کہ لیجیے یہ مولانا صاحب ہیں؟ یہ تو لکھ پتی اور کروڑ پتی بن گئے، ان کے پاس تو دولت آ گئی تو اس بیچارے مولوی کی کسی حالت میں معافی نہیں، یہ مولوی ملامتی فرقہ ہے۔

یہ جماعت اسلام کے لئے ڈھال ہے

ایک قوم تو وہ ہے جو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ، پروپیگنڈہ کر کے اہل علم اور طلبہ کے خلاف بدگمانیاں پھیلا رہی ہے، خوب سمجھ لیں! یہ اسلام سے دشمنی ہے، اس لیے کہ اسلام کے دشمن اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس روئے زمین کے اوپر جو طبقہ الحمدللہ اسلام کے لئے ڈھال بنا ہوا ہے وہ یہی بوریہ نشینوں کی جماعت ہے، انہیں بوریہ پر بیٹھنے والوں نے الحمدللہ اسلام کے لیے ڈھال کا کام کیا

ہے، یہ لوگ جانتے ہیں کہ جب تک مولوی اس روئے زمین پر موجود ہے، انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اس زمین سے اسلام کا نشان نہیں مٹایا جاسکتا، اور یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ جس جگہ پر بوریہ نشین مولوی ختم ہوگئے، وہاں اسلام کا کس کس طرح حلیہ بگاڑا گیا، اور اسلام کو مٹانے کی سازشیں کس طرح کامیاب ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ نے بہت دنیا دکھائی ہے، اور عالمِ اسلام کے ایسے ایسے خطوں میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں اب ان مدارس کا بیج مار دیا گیا ہے، لیکن اس کا نتیجہ کھلی آنکھوں سے یوں نظر آتا ہے کہ جیسے کسی چرواہے کو قتل کردینے کے بعد بھیڑوں کا کوئی ذمہ دار نہیں رہتا، اور بھیڑیئے انہیں پھاڑ کر کھا جاتے ہیں، آج بہت سے خطوں میں عام مسلمانوں کا دینی اعتبار سے یہی حال ہے۔

بغداد میں دینی مدرسہ کی تلاش

میرا بغداد جانا ہوا، بغداد وہ شہر ہے جو صدیوں تک عالمِ اسلام کا پایہ تخت رہا ہے، وہاں خلافتِ عباسیہ کا جاہ وجلال دنیا نے دیکھا اور علوم وفنون کے بازار گرم ہوئے، جب میں وہاں پہنچا تو کسی سے معلوم کیا کہ یہاں کوئی مدرسہ ہے؟ علم دین کا کوئی مرکز ہے جہاں علم دین کی تعلیم دی جاتی ہو؟ میں اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔

کسی نے بتایا کہ یہاں ایسے مدرسے کا کوئی نام ونشان نہیں ہے، اب تو سارے مدارس اسکولوں اور کالجوں میں تبدیل ہو چکے ہیں، اب دین کی تعلیم کے لیے یونیورسٹیوں کی فیکلٹیز ہیں، ان میں دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے، ان کے اساتذہ کو دیکھ کر یہ پتہ چلانا مشکل ہوتا ہے کہ عالم تو کجا، یہ مسلمان بھی ہیں یا نہیں؟ ان اداروں میں مخلوط تعلیم رائج ہے، مرد، عورتیں، ایک ساتھ زیر تعلیم ہیں اور اسلام محض ایک نظریہ ہو کر رہ گیا، جس کو تاریخی فلسفے کے طور پر پڑھا پڑھایا جارہا ہے، زندگیوں میں اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا، جس طرح مستشرقین پڑھتے ہیں، آج امریکہ، کینیڈا اور یورپ کی یونیورسٹیوں میں بھی اسلامی تعلیم ہورہی ہے، اسلام پڑھایا جارہا ہے، وہاں پر بھی حدیث، فقہ اور تفسیر کی تعلیم کا انتظام ہے، ان کے مقالات اگر آپ پڑھیں تو ایسی ایسی کتابوں کے نام نظر آئیں گے جن کا ہمارے سیدھے سادے مولویوں کو بھی پتہ نہیں ہوتا، بظاہر بڑی تحقیق کے ساتھ کام ہورہا ہے، لیکن وہ دین کی کیا تعلیم ہوئی جو انسان کو ایمان کی دولت بھی عطا نہ کرسکے، صبح سے شام تک اسلامی علوم کے سمندر میں غوطے لگانے کے باوجود نا کام ہی لوٹتے ہیں، اور اس کے قطرہ سے حلق بھی تر نہیں کرتے، مغرب کی ان تعلیم گاہوں میں کلیۃ شرعیہ بھی ہے، کلیۃ اصول الدین بھی ہے، لیکن اس کا کوئی اثر زندگی میں نظر نہیں آتا، ان علوم کی روح فنا کردی گئی ہے۔

پھر میں نے ان سے عرض کیا کہ کوئی مدرسہ نہ سہی، کوئی عالم جو پرانے طریقوں کے ہوں، مجھے ان کا پتہ بتلا دیا جائے، میں ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں، تو انہوں نے بتایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب ایک مسجد میں مکتب قائم ہے، اس مکتب میں ایک قدیم استاد رہتے ہیں، جنہوں نے قدیم طریقے سے پڑھا ہے، میں تلاش کرتا ہوا ان کی خدمت میں

پہنچ گیا، دیکھ کر معلوم ہوا کہ واقعۃً پرانے طرز کے بزرگ ہیں، اور انہیں دیکھ کر احساس ہوا کہ کسی متقی عالم اللہ والے کی زیارت کی ہے، انہوں نے بھی بوریہ پر بیٹھ کر پڑھا تھا، یہی روکھی سوکھی کھا کر، موٹا جھوٹا پہن کر تعلیم حاصل کی تھی، چہرے پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علوم شریعت کے انوار نظر آئے، اور ان کی خدمت میں تھوڑی دیر بیٹھ کر اندازہ ہوا کہ میں جنت کی فضا میں آ گیا۔

مدارس کے خاتمہ کو برداشت نہ کرنا

سلام ودعا کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے؟ میں نے بتایا کہ پاکستان سے آیا ہوں، پھر انہوں نے مجھ سے دار العلوم کے بارے میں کچھ سوالات کیے کہ جس مدرسہ میں آپ پڑھتے پڑھاتے ہیں وہ کیسا مدرسہ ہے؟ میں نے انہیں تفصیل بتلادی، پوچھنے لگے وہاں کیا پڑھایا جاتا ہے؟ کون سی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں؟ میں نے ان کتابوں کے نام ذکر کیے جو ہمارے یہاں پڑھائی جاتی ہیں، تو ان کی چیخ نکل گئی، اور رو پڑے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، کہنے لگے: اب تک یہ کتابیں تمہارے یہاں پڑھائی جاتی ہیں؟ میں نے کہا کہ الحمد للہ پڑھائی جاتی ہیں، فرمایا کہ ہم تو آج ان کتابوں کا نام سننے سے بھی محروم ہوگئے ہیں اور آج ان کا نام سن کر مجھے رونا آ گیا، یہ کتابیں اللہ والے پیدا کیا کرتی تھیں، یہ صحیح مسلمان پیدا کیا کرتی تھیں، ہمارے ملک سے تو ان کا خاتمہ ہوگیا، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں، میرا یہ پیغام آپ اپنے ملک کے اہل علم وعوام تک پہنچا دیجیے کہ اللہ کے لئے ہر چیز کو برداشت کر لینا، مگر اس طرح کے مدرسوں کو ختم کرنے کو ہرگز برداشت نہ کرنا، دشمنانِ اسلام اس راز سے واقف ہیں کہ جب تک یہ سیدھا سادہ بوریہ پر بیٹھنے والا مولوی اس معاشرے میں موجود ہے مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کو کھرچا نہیں جاسکتا، لہٰذا دشمنانِ اسلام نے اس کے خلاف پروپیگنڈے کے اوپر اپنی پوری مشینری لگائی ہوئی ہے۔

دینی غیرت کے خاتمہ کا ایک علاج

شاعر مشرق اقبال مرحوم کے بارے میں یہ بات بڑی مشہور ہے کہ انہوں نے ملّا کے بارے میں طنز آمیز کلمات کہے ہیں، لیکن جگہ جگہ انہوں نے ایسی باتیں بھی کہہ دی ہیں جو انسان کو حقیقت تک پہنچانے والی ہیں، ایک جگہ انہوں نے انگریزوں اور دشمنانِ اسلام کی ترجمانی کرتے ہوئے افغانستان کے بارے میں ایک شعر کہا ہے ؎

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
ملّا کو ان کے کوہ ودمن سے نکال دو

افغانیوں کی دینی غیرت کو اگر تباہ کرنا چاہتے ہو اور اس کو ختم کرنا چاہتے ہو، تو اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ ملا کو اس معاشرے سے نکال دو، جب تک یہ ملّاَ بیٹھا ہوا ہے، اس وقت تک ان کے دلوں سے ایمان کی غیرت کو نہیں نکالا جا سکتا۔

مدارس پر اعتراضات

غرض مدارس کے بارے میں طرح طرح کے پیروپیگنڈے پھیلائے جارہے ہیں کہ یہ چودہ سو سال پرانے لوگ ہیں، دقیانوسی لوگ ہیں، یہ رجعت پسند لوگ ہیں، ان کو دنیا کے حالات کی خبر نہیں ہے، ان کو اس دنیا میں رہنے کا سلیقہ نہیں ہے، ان کے پاس دنیاوی علوم وفنون نہیں ہیں، یہ امت مسلمہ کا پہیہ الٹا چلانے کی کوشش میں ہیں، یہ نعرے مختلف اوقات میں لگائے جاتے رہے ہیں، اور آج پھر پوری شدت سے ان کی صدائے بازگشت ہمارے ملک میں سنائی دے رہی ہے۔
یہ اعتراض بھی ہو رہا ہے کہ یہ دینی مدارس دہشت گرد بن گئے ہیں، یہ ترقی کے دشمن ہیں، دہشت گردی کا طعنہ ان کے اوپر، بنیاد پرستی کا بھی طعنہ ان کے اوپر، رجعت پسندی کا بھی طعنہ ان کے اوپر، تنگ نظری کا بھی طعنہ ان کے اوپر، ترقی کے دشمن ہونے کا بھی طعنہ ان کے اوپر، ساری دنیا کے طعنوں کی بارش اس بیچارے مولوی کے اوپر ہے، لیکن یہ مولوی بہت پکا ہے۔

مولوی بڑا سخت جان ہے

میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مولوی بڑا سخت جان ہے، اس پر ان طعنوں کی کتنی ہی بارش کردو، یہ ہر طرح کے حالات برداشت کرلیتا ہے، اس لیے کہ جب کوئی آدمی اس کوچہ میں داخل ہوتا ہے تو الحمدللہ کمر مضبوط کرکے داخل ہوتا ہے، اس کو پتہ ہے کہ یہ سارے طعنے مجھے برداشت کرنے پڑیں گے، دنیا مجھے برا کہے گی، وہ ان سب طعنوں کا استقبال کرتے ہوئے اور خوش آمدید کہتے ہوئے اس میں داخل ہوتا ہے۔ ع

جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں

اس گلی میں تو آتا ہی وہ ہے جس کو معلوم ہے کہ یہ سب طعنے برداشت کرنے پڑیں گے، اللہ تعالیٰ حقیقت بین نگاہ عطا کرے تو یہ طعنے ایک داعی حق کے گلے کا زیور ہیں، اس کے سر کا تاج ہیں، یہ وہ طعنے ہیں جو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی سنے اور انبیاء کرام کے وارثوں نے بھی سنے، اور قیامت تک یہ طعنے دیئے جاتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ اپنے سیدھے راستہ پر رکھے، اخلاص عطا فرمائے، اپنی رضا جوئی کی توفیق عطا فرمائے آمین، یہ طعنے بے حقیقت ہیں، ایک دن وہ آئے گا، جب یہ مولوی ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کہنے

کی پوزیشن میں ہوگا: فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ O (المطففين:۳۴)
وہ وقت آئے گا جب طعنے دینے والوں کے گلے بیٹھ جائیں گے، ان کی آواز دھیمی پڑ جائے گی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اُس طبقے کو عزت وشوکت عطا فرمائیں گے جس طبقے کو آج بے حقیقت سمجھا جاتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (المنافقون:۸)
عزت درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دینی مدارس ان طعنوں کے طوفان میں الحمدللہ چل رہے ہیں، اور جب تک اللہ جل جلالہٗ کو اس دین حق کا بقاء منظور ہے اس وقت تک ان شاء اللہ یہ مدارس موجود رہیں گے لوگ ہزار طعنے دیا کریں، ان کے طعنوں کی کوئی پرواہ نہیں۔

مولوی کی روٹی کی فکر چھوڑ دو

آج ہمارے ماحول کے اندر بار بار یہ آوازیں اٹھتی ہیں کہ ان دینی مدارس کو بند کر دیا جائے، ان کو ختم کر دیا جائے، بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اگرچہ عناد کی وجہ سے نہیں، مگر ہمدردی ہی کے پیرائے میں ان نعروں کے ساتھ ہم آواز ہوجاتے ہیں، اور بعض اوقات اپنی دانست میں اصلاح ہی کی غرض سے مشورے دیتے ہیں۔

کبھی کوئی یہ کہہ دیتا ہے کہ مولویوں کے کھانے کمانے کا کوئی بندوبست نہیں ہے، لہٰذا ان کو کوئی ہنر سکھانا چاہئے، بڑھئی کا کام سکھا دو، کچھ لوہار کا کام سکھا دو، کچھ ایسے صنعتی کام سکھا دو کہ یہ اپنی روٹی کما سکیں، لوگ طرح طرح کی تجویزیں لے کر آتے ہیں کہ ایک دارالصنائع قائم کردو، تاکہ ان مولویوں کی روٹی کا بندوبست ہوجائے۔

میرے والد ماجد قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے لئے اس مولوی کی روٹی کی فکر چھوڑ دو، یہ اپنی روٹی خود کھا کما لے گا، اس کی فکر چھوڑ دو، مجھے کچھ مثالیں ایسی دے دو کہ کسی مولوی نے فقر وفاقہ کی وجہ سے خودکشی کی ہو، بہت سے پی ایچ ڈی اور ماسٹر ڈگری رکھنے والوں کی مثالیں میں دے دیتا ہوں جنہوں نے خودکشی کی، اور حالات سے تنگ آکر اپنے آپ کو ختم کر ڈالا اور بہت سے ایسے ملیں گے جوان ڈگریوں کو لیے جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں، لیکن نوکری نہیں ملتی، لیکن ایک مولوی ایسا نہیں بتا سکتے جس نے حالات سے تنگ آکر خودکشی کی ہو، یا اس کے بارے میں یہ کہا گیا ہو کہ وہ بیکار بیٹھا ہوا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت سے مولوی کا بھی انتظام کر دیتے ہیں، دوسروں سے بہت اچھا انتظام فرماتے ہیں۔

اس دنیا کو ٹھکرا دو

میرے طالب علم ساتھیوں! اچھی طرح سمجھ لو اس دنیا کا خاصہ یہ ہے کہ جتنا آدمی اس دنیا کے پیچھے دوڑے گا، دنیا اس سے بھاگے گی، اور جتنا اس دنیا سے بھاگے گا، دنیا اس کے پیچھے بھاگے گی، کسی نے اس کی مثال سائے سے دی ہے، اگر کوئی آدمی سائے کے پیچھے بھاگنا شروع کردے تو سایہ اس سے آگے بڑھتا رہے گا اور وہ سائے کو پکڑ نہیں سکے گا، اور اگر کوئی شخص پیٹھ موڑ کر بھاگنا شروع کردے تو سایہ اس کے پیچھے بھاگنا شروع کردے گا، اسی طرح انسان جتنا اس دنیا کا طالب ہوگا دنیا اس سے دور بھاگے گی اور جتنا اس سے دور بھاگے گا اور اس سے سچے دل سے منہ موڑ لے گا تو دنیا اس کے آگے ذلیل ہو کر آئے گی، وہ ٹھوکریں مارے گا مگر دنیا اس کے قدموں پر آکر گرے گی، اور عام طور پر دیکھ لو! اللہ کے جن بندوں نے اللہ پر بھروسہ کرکے اللہ کے دین کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کردیا، اور اس کی خاطر دنیا کو ایک مرتبہ ٹھوکر ماردی تو اللہ نے ان کے قدموں میں دنیا کو اس طرح بھیج دیا کہ دوسرے رشک کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا انتظام کرتے ہیں، اور آنکھوں سے دکھاتے ہیں کہ اللہ والوں کی عزت کیا ہے؟ رب کریم ہمیں اپنے فضل و کرم سے اخلاص عطا فرمائے اور اپنا بنالے، اور ہمارے دلوں کے اندر یہ جذبہ پیدا فرمادے، اور ہمیں اپنی زندگیاں اپنے دین کی خاطر وقف کرنے کی توفیق عطا فرمادے آمین، اور پھر ان شاء اللہ دنیا و آخرت میں کہیں گھاٹا نہیں، لہٰذا مولوی کی روٹی کی فکر آپ چھوڑ دیں، اللہ تبارک وتعالیٰ بہترین کفیل ہے، حضرت والد صاحب قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ خالق کائنات کتوں کو روزی دیتا ہے، گدھوں کو دیتا ہے، خنزیروں کو دیتا ہے، وہ اپنے دین کے حاملوں کو کیوں نہیں دے گا؟ اس لئے تم یہ فکر چھوڑ دو۔

مولوی کو لوہار اور بڑھئی مت بناؤ

ایک دین کے حامل کو دین کا پیغام مؤثر انداز میں پہنچانے کے لئے اور اس کو دنیا میں پھیلانے کے لئے بعض دنیاوی علوم وفنون کی بھی ضرورت ہے، اور فقیہ وہ ہے جو حالات زمانہ سے واقف ہو، اس نیت سے وہ جو کچھ پڑھے اور پڑھائے وہ دین کا ہی حصہ ہے، لیکن یاد رکھو! اگر ایک مرتبہ آپ نے مولوی کو بڑھئی یا لوہار بنادیا تو پھر وہ بڑھئی یا لوہار ہی ہوجائے گا، میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے: منطق کا قاعدہ ہے کہ نتیجہ ہمیشہ ارذل کے تابع ہوتا ہے، ایک مولوی ہے اس نے بڑھئی یا لوہار کا کام بھی سیکھ لیا، اور اس نے یہ سوچا کہ سارا وقت تو بڑھئی یا لوہار کے کام میں لگاؤں گا اور اللہ تعالیٰ موقعہ دے گا تو بغیر تنخواہ کے دین کی خدمت کروں گا، تو ایسا مولوی بڑھئی یا لوہار ہی بن جائے گا لیکن دین کا کام نہیں کرسکے گا۔

بزم خطباء ایک ٹیلیگرام چینل ہے، جس میں خطباء کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے، اپنے دوست احباب کو شامل فرمائیں۔

ایک سبق آموز واقعہ

میرے والد ماجد قدس اللہ سرہٗ نے ایک واقعہ سنایا تھا کہ ہمارے ایک بڑے بزرگ دارالعلوم دیوبند کے نامی گرامی استاذ حضرت مولانا سہول عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، یہ حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے، علم وادب میں بہت آگے تھے، دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا کرتے تھے پڑھاتے پڑھاتے خیال آیا کہ ہم مدرسے میں پڑھا کر تنخواہ لیتے ہیں، یہ تو مزدوری ہوئی دین کی خدمت نہ ہوئی، دین کی خدمت تو وہ ہے جو بغیر تنخواہ کے کی جائے، ہم جو تنخواہ لے کر پڑھاتے ہیں معلوم نہیں اس کا اجر بھی ملے گا یا نہیں؟ اس واسطے اپنے لیے کوئی ایسا ذریعۂ معاش تلاش کریں کہ اپنا گزارہ اسی میں ہوجائے اور فارغ وقت میں اللہ کے دین کی خدمت بغیر معاوضہ کے کریں، مثلاً کہیں وعظ کردیا، کہیں تقریر کردی، کبھی فتویٰ لکھ دیا۔

چنانچہ اسی دوران ایک سرکاری تعلیم گاہ سے ایک پیشکش آگئی کہ آپ ہمارے یہاں آکر پڑھائیں، اتنی تنخواہ آپ کو دی جائیگی، (یہ آپ جانتے ہیں کہ سرکاری اداروں کے اندر استاد کا کام بڑا ہلکا ہوتا ہے، سارے دن میں گھنٹہ دو گھنٹہ پڑھانے کے ہوتے ہیں اور پڑھانے میں بھی ایسا مواد نہیں ہوتا کہ اس کے مطالعہ میں کوئی مشکل پیدا ہو، یہ تو دینی مدارس ہی ہیں کہ مولوی پانچ گھنٹے پڑھاتا ہے، اور پانچ گھنٹے پڑھانے کے لئے دس گھنٹے مطالعہ کرتا ہے، کولہو کے بیل کی طرح کام کرتا ہے، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ کولہو کا بیل نہیں پایا جاتا)

بہرحال! مولانا نے سوچا کہ دین کی خدمت کرنے کا یہ اچھا موقع ہے، وہاں دو گھنٹے پڑھاؤں گا، باقی وقت بغیر اجرت و معاوضہ کے دین کی خدمت انجام دوں گا، اسی جذبے کے تحت حضرت شیخ الہند سے عرض کیا کہ حضرت! مجھے یہ پیشکش آئی ہے اور اس غرض سے جانا چاہتا ہوں، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا بھئی! تمہارے دل کے اندر داعیہ ہے تو جا کے دیکھ لو، حضرت نے سوچا کہ ان کے دل میں داعیہ قوی ہے اور اس وقت روکنا مناسب نہیں، اس لیے اجازت دے دی اور وہ چلے گئے، چھ مہینے گزر گئے، چھ مہینے کے بعد چھٹیوں میں دیوبند آئے تو شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی ہی ملاقات میں پوچھا کہ مولانا سہول صاحب! آپ اس خیال سے گئے تھے کہ سرکاری مدرسہ میں پڑھانے کے اوقات کے علاوہ دین کی خدمت انجام دیں گے، یہ بتاؤ کہ اس عرصہ میں کتنی تصانیف لکھیں؟ کتنے فتوے لکھے؟ اور کتنے وعظ کہے؟ اس کا حساب تو دے دو، تو مولانا رو پڑے اور فرمایا کہ حضرت! یہ شیطانی دھوکہ تھا اس لیے کہ دارالعلوم میں رہ کر اللہ تعالیٰ خدمتِ دین کی جو توفیق عطا فرماتے تھے وہاں جا کر اس کی آدھی بھی توفیق نہیں رہی، حالانکہ فارغ وقت کئی گنا زیادہ تھا، یہ واقعہ سنانے کے بعد میرے والد قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان مدارس کی فضا میں ایک خاص برکت اور نور رکھا ہے، اور اس میں رہ کر اللہ تبارک وتعالیٰ خدمتِ دین کی یہ توفیق عطا فرمادیتے ہیں، بس اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائے اور یہ تنخواہ جو مل رہی ہے یہ تنخواہ نہیں ہے یہ درحقیقت نفقہ اور خرچہ ہے، اور اس نفقہ پر رہتے ہوئے کام کرو تو اللہ تبارک وتعالیٰ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمادیتے ہیں، ان شاء اللہ۔

بزمِ خطباء ایک ٹیلیگرام چینل ہے، جس میں خطباء کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے، اپنے دوست احباب کو شامل فرمائیں۔

درس وتدریس کی برکت

میں اپنا ذاتی تجربہ عرض کرتا ہوں اور شاید میرے سارے رفقاء اس کی تائید فرمائیں گے کہ جس زمانہ میں دار العلوم میں درس جاری رہتا ہے اس زمانہ کا مقابلہ چھٹی کے زمانہ سے کر کے دیکھ لو، جب چھٹی کا زمانہ آتا ہے تو ہم پہلے سے منصوبے بناتے ہیں کہ فلاں فلاں کام کریں گے، لیکن جتنا کام درس کے زمانے میں ہوجاتا ہے، چھٹی کے زمانے میں نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ درس کی وجہ سے برکت عطا فرمادیتے ہیں۔

طلبہ کا کیریئر: آخرت سنوارنا

اس سال دار العلوم میں تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد دوہزار آٹھ سو پچاس ہے، اور قرآن کریم کے جو مکاتب شہر میں قائم ہیں ان میں طلبہ کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہے، دورۂ حدیث میں ایک سو اٹھاون طالبِ علم تھے جو اس سال فارغ التحصیل ہو رہے ہیں، الحمدللہ عالم بن رہے ہیں، لوگ پوچھتے ہیں کہ اتنی ساری تعداد کہاں کھپے گی؟ ایک لفظ زبان زد ہے کہ ان کا کیریئر کیا ہے؟ ان کا مستقبل کیا ہے؟ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بڑے درجہ کے اولیاء اللہ میں سے ہیں، بغداد میں ان کا مزار ہے، میں بھی الحمدللہ ان کے مزار پر حاضر ہوا ہوں، ایک مرتبہ دجلہ کے کنارے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا رہے تھے، اسی دوران دریائے دجلہ میں ایک کشتی گزری جس میں کچھ آزاد منش نوجوان سوار تھے، اور گاتے بجاتے جا رہے تھے، شوخیوں اور رنگ رلیوں میں مست تھے، کشتی جب حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزری تو ان کو دیکھ کر ان نوجوانوں کی رگ ظرافت پھڑک اٹھی، کوئی جملہ بھی چست کر دیا، رنگ رلیوں کے دوران کوئی مولوی آجائے اور اس پر کوئی جملہ کس دیا جائے، اس سے اچھی کیا بات ہے؟ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر میں جو صاحب تھے، انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ اوباش لوگ جو خود تو فسق و فجور میں مبتلا ہیں ہی، یہ اللہ والوں کی شان میں بھی گستاخی کرتے ہیں، آپ ان کے لئے بددعا کر دیجیے، حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: ”یا اللہ! آپ نے ان نوجوانوں کو دنیاوی مسرتیں عطا فرمائی ہیں۔ یا اللہ! ان کو آخرت کی بھی مسرتیں عطا فرما“

آپ کا ساتھی کہنے لگا کہ حضرت! آپ نے تو ان کے حق میں بد دعا کرنے کے بجائے دعا کردی، حضرت کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میرا کیا نقصان ہوا؟ میں نے تو ان کے لیے آخرت کی مسرتوں کی دعا کی ہے، اور آخرت میں مسرتیں تب ہی حاصل ہوسکتی ہیں جب یہ صحیح معنی میں مسلمان اور نیک بنیں۔

بہر حال جو آدمی مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا ہے، وہ درحقیقت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پر عمل کرتا ہے کہ میرے دوسرے مسلمان بھائیوں کی جس طرح دنیا بہتر ہے، اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کو بھی بہتر کردے، یہ طلبہ اپنی اور دوسروں کی آخرت بہتر بنانے کے لیے یہاں آتے ہیں، یہی ان کا کیریئر ہے، اور یہی ان کا مستقبل ہے، اللہ تعالیٰ ان کے مستقبل کو خراب نہیں کرتے، کسی کو ان کی فکر کی ضرورت نہیں، فکر کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل وکرم سے ایمان پر قائم رکھے، اور دین کے تقاضوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مدارس کی آمدنی اور مصارف

اس دار العلوم کا ماہانہ خرچ لاکھوں روپے میں ہے اور اس کا کوئی بجٹ نہیں بنتا، اتنے بڑے خرچ کا کوئی ادارہ دینی مدارس کے علاوہ آپ مجھے دکھا دیجیے جس کا بجٹ نہ بنتا ہو، بجٹ وہاں بنتا ہے جہاں آمدنی کے ذرائع متعین ہوں، آمدنی ہی کے دائرے میں اخراجات کا میزانیہ بنایا جاتا ہے، جب کہ ہمیں نہیں معلوم کہ آئندہ کتنی آمدنی ہوگی؟ آج تک کبھی بجٹ کی بنیاد پر کوئی کام نہیں ہوا اور اللہ کے فضل وکرم سے ضرورت کے سب کام ہوجاتے ہیں، لوگ پوچھتے ہیں کہ سالانہ اتنا بڑا خرچہ ہے تو آمدنی کیا ہے؟ مستقل آمدنی جس کے بارے میں یقین سے میں بتلاسکوں، کچھ نہیں ہے، البتہ کچھ مکانات وقف کے ہیں ان کے کرایہ کی مجموعی آمدنی بمشکل پچاس ساٹھ ہزار کے قریب ہوگی، لوگ پوچھتے ہیں کہ پھر مزید خرچہ کہاں سے آتا ہے؟ میں جواب میں عرض کیا کرتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں سے آتا ہے، واقعہ بھی یہ ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں، باقی کہاں سے آرہے ہیں اور کس طرح آرہے ہیں مجھے نہیں معلوم۔

دار العلوم کی طرف سے نہ کوئی اشتہار ہے، نہ کوئی اعلان ہے، نہ اپیل کی جاتی ہے کہ دار العلوم کے اندر اتنا خرچ ہوتا ہے آپ اس میں چندہ دیں، فون اٹھا کر کسی سے ذکر کرنے کا بھی معمول نہیں ہے، آج سے پندرہ دن پہلے جب میں سفر پر جارہا تھا تو اس وقت پتہ چلا کہ شعبان کے مہینے کے اخراجات موجود نہیں ہیں، جو بیلنس ہے وہ شعبان کے اخراجات کے لئے بھی کافی نہیں، اس وقت بھی کسی سے ذکر نہیں کیا، البتہ ایک دوست اتفاق سے آگئے، ان سے ضمناً ذکر آگیا، پھر معلوم نہیں کیا کہ کیا ہوا؟

اللہ سے مانگ لیتے ہیں

البتہ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ایک بات سکھا گئے ہیں کہ جب کبھی ایسا موقع آئے تو ہاتھ اٹھا کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگ لیا کرو، تو الحمد للہ اس کی توفیق ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلا دیئے اور مانگ لیا، میں نے آنے کے بعد ابھی تک پوچھا بھی نہیں کہ پوزیشن کیا ہے؟ ابھی تک معلوم نہیں، لیکن الحمد للہ ضرورت کا کوئی کام اللہ تبارک وتعالیٰ روکتے نہیں، یہ ہمارے والد ماجد کے اخلاص کا اور ان کی نالہ نیم شبی کا، اور میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا اور ان کے اخلاص کا صدقہ ہے۔

اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں ہے، اگر ہمارے زورِ بازو پر چھوڑا جاتا تو اتنا بڑا ادارہ نہیں چل سکتا تھا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بزرگوں کی دعاؤں اور اخلاص کے نتیجہ میں الحمد للہ اس کو چلا رہے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ خود اس کے کفیل ہیں۔

یہ مدرسہ ہے، کوئی دکان نہیں ہے

میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمادی تھی کہ ہم نے کوئی دکان نہیں کھولی ہے، جس کا ہر دم ہر آن چلتا رہنا ضروری ہو، جب تک اصول صحیحہ سے اس کو چلا سکو چلاؤ، جب یہ خیال ہو کہ اصول کو پامال کرنا پڑے گا، اور دین کی بے عزتی کرنی پڑے گی، اسے تالہ ڈال دینا اور بند کر دینا، یہ وصیت کر کے تشریف لے گئے، الحمد للہ آج تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے، اپنی رحمت سے، اس کو چلا رہے ہیں، یہ مثال دنیا کے کسی ادارہ میں نہیں ملے گی، یہ اللہ جل جلالہٗ کی قدرت کا کرشمہ ہے، جس کو ہر انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، بیشک کوئی آدمی اس میں اصلاحات کی غرض سے کوئی تجویز پیش کرے تو اس کا خیر مقدم کرنے کے لیے تیار ہیں۔

لیکن کوئی شخص یہ چاہے کہ یہ دینی مدرسہ اپنی روش سے ہٹ کر کسی اور طریقے میں تبدیل ہو جائے، یہ ان شاء اللہ کبھی نہیں ہوگا، جب تک ہمارے دم میں دم ہے، اور جب تک سانس میں سانس ہے، یہ اپنی روش سے نہیں ہٹے گا ان شاء اللہ، اور جس دن اس کو ہٹانا پڑا، اس دن اس کو بند کر دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس مزاج کے ساتھ قیامت تک قائم رکھے اور اس کو اپنی رضا کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے، میں نے آپ کا وقت لے لیا، لیکن یہ ایک ضروری بات تھی جو کہنی ضروری تھی۔

تم اپنی قدر پہچانو

میرے طالبِ علم ساتھیو! آپ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد اُس دنیا میں جاؤ گے، جس میں لوگ طعنوں اور اعتراضات کے تیر کمانوں میں چڑھائے ہوئے ہیں، جہاں پہنچو گے وہاں ان تیروں اور طعنوں کی بارش ہوگی، لیکن یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت کے سپاہی ہو۔

میرے بزرگ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اسی مسجد میں بیٹھ کر صرف ایک جملہ فرما گئے تھے، وہ اپنے دل پر نقش کرلو، وہ جملہ یہ ہے: ''طالبِ علمو! اپنی قدر پہچانو'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو علم کی دولت سے نوازا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے دین کی خدمت کے لئے چنا ہے''۔

یہ نعمت اور یہ عزت تمام دنیا پر بھاری ہے، خواہ یہ دنیا والے کتنے ہی اعتراضات کریں، تمہارے دل کے اندر اپنے دین کی عزت ہوگی تو اس کو کوئی نہیں مٹا سکے گا، جب تم اس یقین کے ساتھ دنیا میں جاؤ گے تو انشاء اللہ تم ہر جگہ سربلند ہوگے، بشرطیکہ تم نے جو علم یہاں حاصل کیا ہے اس کو اپنی زندگیوں میں اپناؤ، اور اس کو دنیا میں پھیلانے اور پہنچانے کی کوشش کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں قدم قدم پر اپنی نصرت سے نوازے تمہارے لئے قدم قدم پر کامیابیوں اور کامرانیوں کے دروازے کھولے، اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ اپنے دین پر قائم رہنے اور اس علم کی قدر پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہارا حامی اور ناصر ہو، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بزم خطباء ٹیلیگرام چینل میں شامل ہونے کے لیے ٹیلیگرام کے تلاش کے خانہ میں لکھیں

@bazmekhateeb

اور شامل ہوجائیں

نوٹ: اس مواد کو اصلاحی خطبات سے نقل کیا گیا ہے